IJCRT.ORG ISSN : 2320-2882

INTERNATIONAL JOURNAL OF CREATIVE RESEARCH THOUGHTS (IJCRT)

An International Open Access, Peer-reviewed, Refereed Journal

Ameer Khusro Is A Historian

امیر خسرو : ایک مؤرخ

Dr.Qureshi Ateeq Ahmed Abdul quddus
(Head Department of Urdu &research Guide)
Arts ,Science & Commerce College Badnapur Dist Jalna

چودھویں صدی میں ہندوستان کی سر زمین میں ایک ایسی عظیم ہستی نے جنم لیا ۔ جس کی شہرت تا قیامت تک باقی رہے گی۔ اِس عظیم ہستی کا نام امیر خسرو ہے ۔ امیر خسرو ہمہ گیر شخصیت کے مالک ، ایک عظیم شاعر، جس نے ہندوستان میں فارسی زبان و ادب کو نتِ نئے افکار و تخیلات سے نوازا۔ وہ ایک ماہر لسانیات تھے ۔ ہندوستان کی کئی زبانوں پر انہیں قدرت حاصل تھی مثلاً سنسکرت ، لاہوری ، گجراتی وغیرہ ۔ ایک ایسے مو سیقار تھے، جنہوں نے مو سیقی کے کئی آلات اور کئی نئے راگ کو خود ایجاد کئے ۔ ایک تجر بہ کا ر سپاہی بھی تھے ۔ جو دلی کے مسلم سلاطین کے عسکری نظام کو بہتر بنانے میں ر ہنمائی کر تے تھے ۔ ایک تدبّر سیاست داں تھے ۔ جو امراء اور سلاطین کو انتظامِ سلطنت کے نظم و نسق کو قوی اور مستحکم بنائے ر کھنے میں مفید آراء سے نوازتے تھے ۔ ایک صوفی تھے ، جو اپنے مر شد شیخ نظام الدین اولیا ء کے عشق میں اس قدر گر فتار تھے کہ حضرت خواجہ کے دنیا سے پر دہ لینے کے چھ ماہ کے بعد فوراً اِس جہاں کو الو داع کہہ دیا ۔ ذیل کے شعر سے ان کی داخلی کیفیت کا ندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے ۔

گوری سو وے سیچ پے ، مکھ پے ڈارے کیس

چل خسرو آپنے سانجھ بھئی چھو دیس

وہ ایسی عظیم المرتبت شخصیت تھے کہ آج تک ان کا ثانی پیدا نہیں ہوا ۔ سنہ ۱۲۵۳ ء میں پٹیالی ضلع (اتر پر دیش) میں امیر خسرو نے آنکھیں کھو لی تھی ۔ امیر خسرو کا دور بر صغیر میں ایک بے چینی و خلفشار کا دور تھا ۔ منگولوں کے ہندوستان میں مسلسل حملے ہو رہے تھے۔ نتیجہ حکومتِ وقت کو ہمہ وقت جنگ و جدال کا سامنا کر نا پڑ تا تھا ۔ دوسری جانب در باریوں کی آپسی ر نجش و بے ایمانی اور سازش نے دلی کے مسلم سلاطین کی سلطنت کو پانی کا بلبلہ بنا دیا تھا ۔ ایسے پُر آشوپ زمانے کے تمام پہلو کو امیر خسرو نے اپنی تحریروں میں اجا گر کیا ہے ۔ غیاث الد ین بلبن سے لیکر غیاث الدین تغلق تک یعنی گیا رہ باد شاہوں کے عہد کی سیا سی سماجی ، اقتصادی ، تہذیبی و ثقافتی زند گی کے ہر پہلو کو امیر خسرو نے نہ صرف دیکھا ہے بلکہ اِس دور کے تمام حالات و اقعات و لمحات کے چشم دید گواہ بھی بنے ہیں۔ جو تاریخ کا ایک اٹوٹ حصہ ہے ۔ یہی سبب ہے کہ آج بھی ہمیں ہندوستان کی قرون وسطٰی کی تاریخ و تہذیب کو سمجھنے اور جانے کے لئے امیر خسرو کی تصانیف کی ضرورت پڑتی ہے ۔ ذیل میں امیر خسرو کی چند تصانیف جو تا ریخ سے تعلق رکھتی ہے حسب ذیل ہے ۔

قرآن السعدین : ادبی نقطہ نگاہ سے ایک مثنوی ہے ۔ لیکن اِس میں بھی تا ریخی واقعات پو شیدہ ہیں ۔ اِ س مثنوی میں کل ۴ ہزار شعر اور ۱۸ غزلیں ہیں ۔ زبان سلیس اور اندازِ بیان دلچسپ ہے ۔ اِس مثنوی میں امیر خسرو

نے صرف باپ اور بیٹے کی ملا قات کا تا ریخی منظر پیش نہیں کیا ہے ۔ بلکہ منگولوں کے متعلق کا فی معلومات فراہم پہنچائی ہے ۔ مثلاً ہندوستان پر منگولوں کا حملے، خسرو کا قید ہونا ، منگولوں کا اپنے دشمنوں کو کس طرح سزا دینا ، ان تمام چیزوں کو امیر خسرو نے شعری لب و لہجہ میں اجاگر کیا ہے ۔ اِ س مثنوی کو تحریر کر نے کا پس منظر یہ ہے کہ غیاث الدین بلبن (سنہ ۱۲۲۶۔ سنہ ۱۲۸۷) کے بعد دلی سلطنت کی لگام کو ایک نو جوان عیاش پسند شہزادہ معز الدین کیقباد کے ہاتھوں میں آگئی تھی ۔ شہزادہ دلی کے قلعوں کی حفاظت کے بجائے نا چنے اور گانے والیوں کے زلف کو سنوار رہا تھا ۔ دربا ررقص و سرور کا اڈ ا بن چکا تھا ۔ کیقباد جوانی کی مستی میں اس قدر ڈوب گیا تھا کہ عوام اور ملک کے فلاح و بہبود سے اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی ۔ دلی سلطنت کی اِ س تباہی و بر بادی نے بغرا خاں کو پر یشان کر دیا تھا ۔ بلبن کے زمانے میں بغرا خان کو بنگال کی حکومت سنبھالنے کیلئے مقرر کیا گیا تھا۔ لہذا بیٹے کی عیاشی نے باپ کو پر یشان کر دیا تھا یا دلی پر حکو مت کر نے کی خواہش تھی ۔ یہ بھی ایک تا ریخی راز ہے ۔ نتیجہ بیٹے کو سبق سکھانے کے لئے بغرا خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ اودھ کی جانب روانہ ہوا۔ دوسری جانب کیقباد بھی دلی سے لاؤ لشکر لے کر چلا پڑا۔ باپ اور بیٹے کی ملاقات دریا ئے سر جو کے کنارے ہو ئی تھی ۔ اِس واقعہ کو بعض مورخین مانتے ہیں کہ کیقباد کے فوج کے سامنے بغرا خاں نے گھنٹے ٹیکے دئیے۔ ستیو مادھو رائو لکھتے ہیں:

’’ باپ نے دیکھا کہ کیقباد کی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس نے بات بدل دی اور کہا بیٹے ! میں تم سے ملنے کے لے آیا ہوں ۔میرے غائبانہ میں تمہارے سر پر جو تاج رکھا گیا وہ دیکھنے کی مجھے سعادت حاصل نہ ہوئی۔ میں اپنے ہاتھ سے تاج تمہارے سر پر رکھنا چا ہتا ہوں ۔ ایک سعادت مند بیٹے کی حیثیت سے اس نے بھی جواب دیا کہ میں آپ سے باہر نہیں ہوں وغیرہ اسطرح یہ جھگڑا ختم ہو گیا ۔ ‘‘

[جہانِ خسرو ؛ ص ۲۵۳]

مذ کو رہ با لا اقتباس پر کئی مورخین اور ناقدین کو اختلاف ہے ۔ چو نکہ امیر خسرو اِ س تاریخی واقعات کا چشم دید گواہ تھے ۔ اور اِس واقعے کو امیر خسرو نے شعری لب و لہجہ میں قلمبند کیا ہے ۔ اِ س میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ شاعری میں مبالغہ آرائی کی گنجا ئش ہو تی ہے ۔ تو تا ریخی واقعات کے صحت میں بھی بے تر تیبی پا ئی جا تی ہے ۔ مختصرا ً قر آن السعدین میں بھی ہندوستا ن کی سیا سی سماجی اقتصادی و تہذیبی زندگی کی عکا سی ملتی ہے ۔

امیر خسرو کی خزائن الفتوح یا تاریخ علائی بھی ایک تا ریخی د ستاویز ہے ۔ اِ س میں علا ء الد ین خلجی کی فتوحاتِ دکن کی تفصیلات ہے ۔ خزائن الفتوح نثر میں ہے ۔ اِ س کا اوریجنل نسخہ برٹش میوزیم لندن میں ہے ۔ پر وفیسر محمد حبیب نے خزائن الفتوح کا انگر یزی زبان میں تر جمہ کیا ہے ۔ خزائن الفتوح میں علاء الدین خلجی کی جنگی مہم اور فتوحات کی داستان کو امیر خسرو نے بے حد دلچسپ اور مو ثر اندا میں بیا ن کیا ہے ۔ نثری اعتبار سے قابل قدر ہے ۔تا ریخ دانوں کے لئے بھی کتاب ’’ خزائن الفتوح ‘‘ بڑی اہمیت ر کھتی ہے ۔ کیو نکہ علا ء الدین خلجی کی شمالی اور جنوبی ہند کی جنگی مہم اور فتوحات کی تا ریخی واقعات کا تا ریخ کی کتابوں میں فقدان ہے ۔ تحقیق کی روشنی میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ دکن کی تاریخ کی تفصیلات ہمیں صرف چکر دھر میں ملتی ہے ۔ اس کے علاوہ کوئی اور ذرائع سے نہیں ملتی ہے ۔ ضیا ء الدین بر نی کے یہاں بھی دکن کی تاریخ کی تفصیلات میں کمی پائی جاتی ہے ۔ سنہ ۱۳۰۳ میں علا ء الدین خلجی نے پہلی بار ورنگل پر حملہ کیا تھا ۔ اور اسے شکست کا سامناکر نا پڑا تھا ۔ لیکن خلجی کی جواں مر دی نے ہا ر نہیں مانی ۔سنہ ۱۳۰۷ میں ملک کا فور کی سر گر دی میں دکن پر دوبارہ حملہ کیا اور کامیاب ہوا ۔ امیر خسرو نے خزائن الفتوح میں ورنگل کی مہم کی تفصیلات اس طرح لکھی ۔ بقول ستیو مادھو رائو پگڑی :

’’ آج بھی درست ہیں ، ورنگل کے قلعہ کا جو گھیر ہے بتایا ہے کہ ۱۶۴۶ گز ہے آج بھی آپ گن کر دیکھیں گے تو برابر ہو گا ۔ اور راستہ بھی بتایا ہے ۔ پہلے دہلی سے نکلتے ہیں تو چند یری پہنچتے ہیں ۔ جو مد ھیہ پر دیش میں ہے پھر وہاں سے کھرگون پہنچتے ہیں جو مدھیہ پر دیش کا ایک ضلع ہے پھر تا پتی پار کر کے کھنڈوا یا بر ھا نپورپہنچتے ہیں ----- ان سارے راستوں کی ایک تفصیلی تصویر آپ کو اور کہیں نہیں ملے گی، امیر خسرو نے اور کچھ بھی نہ لکھا ہوتا صرف خزائن الفتوح ہی قلمبند کر دی ہوتی تو بھی ان کو ہندوستان کے مورخین میں اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ۔‘‘[ایضا ؛ ص ۲۵۶]

دولرانی خضر خاں : یہ ایک عشقیہ مثنوی ہے ۔ اِس مثنوی میں بھی دو لرانی اور خضر خاں کی محبت کو امیر خسرو نے شعری لہجہ مینپیش کیا ہے ۔ تا ریخی نقطہ نگاہ سے بھی اِس مثنوی کی بڑی اہمیت ہے ۔ دولرانی خضر خاں میں تا ریخ کے ان حقائق پوشیدہ ہے جو تا ریخ کی کتابوں میں بھی نہیں ملتی ہے ۔ اِس مثنوی کو نظم کر نے کا پس منظر یہ ہے کہ علا ء الدین خلجی کا ۱۲ سال کا لڑکا خضر خاں ، ۹ سال کی لڑکی دو لرانی کی محبت میں گر فتار ہو گیا تھا ۔ اِ س خبر کو ملک کا فور نے علا ء الدین خلجی کو یوں دیا کہ لڑکا با غی ہو گیا ہے ۔ نتیجہ شہزاد کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا گیا ۔ بد قسمتی سے علا ء الدین خلجی کا انتقال ہوگیا اور ملک کا فور فوراً سلطنت پر قابض ہوگیا ۔ اور شہزاد خضر خاں کے خلاف حکم صادر کیا کہ اندھا کر دیا جائے۔ اِ س درد ناک واقعہ کو امیر خسرو نے بے حد جذباتی ہیجان میں قلمبند کیا ہے ۔ اس کے علاوہ امیر خسرو نے ملک کا فور کی بد دیا نت داری اور علاء الدین خلجی کے خلاف سازش کے واقعات کو بیان کیا ہے ۔ دولرانی خضر خاں میں چو دھویں صدی کی سیاسی خلفشار و انتشار کی بھر پور عکاسی ملتی ہے ۔

امیر خسرو کی '' نہ سپہر '' میں بھی تاریخی واقعات ملتے ہیں ۔ یہ قصیدے کے فارم میں ہے ۔ اِس تصنیف میں سلطان (مبارک خلجی) کی تخت نشینی ، دیو گر کی مہم اور تاریخی عمارتوں کی تعمیر کا واقعہ قلمبند کیا گیا ہے ۔ ''نہ سپہر'' میں خسرو کے سیاسی افکار کے ساتھ سماجی نظر ئیے بھی ہیں۔'' مفتاح الفتوح'' ایک مختصر مثنوی ہے ۔ اِ س مثنوی میں بادشاہ جلال الدین خلجی کی دور کی ابتدائی حالات اور تخت نشینی اور دیگر ر یا ستوں کے مہم و فتو حات کا حال بیا ن کیا گیا ہے ۔ یہ مثنوی ۱۳۲۱ء میں لکھی گئی تھی ۔ اِ س مثنوی میں سلطان کے فتوحات خصوصاً اجین اور راجپوتانہ بادشاہوں کے خلاف تھی ۔ امیر خسرو نے شعری لب و لہجہ مینتا ریخی وقعات کو قلمبند کر نے کی کا میاب سعی کی ہے اور کا میاب بھی رہے ۔ ''تغلق نامہ '' امیر خسرو کی آخری تا ریخی مثنوی ہے ۔ غیاث الدین تغلق کے کہنے پر خسرو نے ۱۳۲۵ء میں لکھی تھی ۔ اِس مثنوی میں خلجی خاندان کی بر بادیوں کا سانحہ کا حال تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ۔ دلی سلطنت پر تغلق خاندان کی ابتدائی حالات اور فتوحات کی عمدہ تصویریں ملتی ہیں ۔ بعض مور خین نے '' تغلق نامہ '' پر سوالیہ نشان لگا یا ہے ؟ کہ تغلق خاندان کے متعلق معلومات ابن بطوطہ اور ضیا ء الدین بر نی کی کتابوں میندرج ہیں ۔ امیر خسرو کی ''تغلق نامہ '' میں کو ن سی نئی بات ہے بعض اوقات تاریخ کے واقعات کی تر تیب مورخین کی نگاہ سے اوجھل ہو جاتی ہے جو ہمیں ادب پاروں میں آسانی سے نظر آتی ہے ۔ '' تغلق نامہ '' بھی تاریخی واقعات کی گم شدہ کڑیوں کی ایک دستیاویز ہے ۔ اِ س کے علاوہ مسلم سلاطین کے عہد کی سیا سی و سماجی و ثقافتی حالات کا واقعہ ''اعجاز خسروی'' مینبھی ملتا ہے ۔

کتابوں کی تفصیلات سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ امیر خسرو ہمہ جہت فنون لطیفہ سے وابستگی کے باوجود

تاریخی واقعات کو پیش کر نے میں کسی مورخ سے کم نہیں تھے ۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ امیر خسرو ایک مورخ بھی تھے۔

ڈاکٹر قریشی عتیق احمد

(صدرشعبۂ اردو و ریسرچ گائیڈ)

آرٹس ،سائنس و کامرس کالج بدناپور ضلع جالنہ